(غلام گردش)

"جہالت کی برف"

ہم لوگ منفی اعتبار سے تمام دنیا سے مختلف ہو چکے ہیں۔آ پکو یہ سخت جملہ پسند نہیں آئیگا۔مگر حقیقت یہی ہے کہ ہم تمام پاکستانی ایک سرخ دائرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔اسکی وجوہات بہت سی ہیں۔بلکہ بہت زیادہ ہیں مگر 6 دہائیوں کا مسلسل بوجھ اب ہماری سکت اوراستطاعت سے بہت زیادہ بڑھ چکا ہے۔میں انتہائی ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ سماجی، سیاسی، مذہبی اور معاشی اعتبار سے ہم شدید توڑ پھوڑ اور دباؤ کا شکار ہیں۔اس میں کوئی استثناء نہیں۔مجموعی طور پر ہم لوگ سچ سے شدید خوف زدہ ہیں۔ہمارے نظام کے طاقت ور ترین لوگ مغربی ممالک کے ادنیٰ درجے کے سیاسی لوگوں کے سامنے اتنی عامیانہ حرکات کرتے ہیں کہ بتائی نہیں جاسکتی۔کئی غیر ملکی سیاسی لکھاریوں نے ہمارے مقامی فرعونوں کی پست ذہنیت اور کردار پراَن گنت سچے واقعات لکھے ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ ان لکھنے والوں کو ہمارا مقتدر طبقہ کسی عدالت میں لے جانے کی جرات نہیں کر سکا۔وجہ بنیادی طور پر صرف ایک ہے کہ وہ واقعات سچے ہیں۔یہ دراصل مقامِ عبرت ہے!مگر کس کیلیے!

وہ لوگ جنہیں تمام عمر کیلیے پابند سلاسل ہونا چاہیے، ہمارے مستقبل اور حال کے تمام فیصلے کرتے رہیں ہیں اور یہ جبر مسلسل جاری ہے۔مجھے یہاں مردِ صحرا، ڈاکٹر ارشد بٹ کی بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ یہ قوم اسی قابل ہے کہ اسے تیسرے درجہ کے حکمران ملیں۔ہمارے اخبارات اور ٹی وی چینلز پر سنجیدہ نظر دوڑائیے۔صرف اور صرف ایک موضوع نظر آئیگا۔وہ ہے "سیاست"۔سات بجے شام سے لیکر گیارہ بجے تک صرف سیاست پر لاحاصل بحث کیجاتی ہے۔وہی حکومتی دعوے اور وہی اپوزیشن کے الزامات۔مقصد محض ٹاک شوز کا دورانیہ دلچسپ بنانا ہے۔آپ بی بی سی کے معیار کو دیکھیے، پھر یہاں نظر دوڑائیے۔میں کیا لکھوں!آپ فرق خود محسوس کر سکتے ہیں!یہ اب فرق نہیں!ایک ذہنی خلیج ہے!

میں جو کچھ ضبط تحریر کر رہا ہوں، وہ بالکل عام سی باتیں ہیں۔مگر ان تمام عناصر سے صرفِ نظر کر کے میں آ پکو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ ہم سائنس کی دنیا میں کہاں کھڑے ہوئے ہیں۔سائنس اور ایجادات دراصل وہ میدان ہے جس میں تمام اقوام ایک دوسرے سے جارحانہ سبقت لیجانے کی بھرپور کوشش کرتیں ہیں۔یہ ایک بہت مثبت بات ہے۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم لوگ کہاں کھڑے ہیں!اس میدان میں ہماری حیثیت کیا ہے۔میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہونگا کہ تمام مسلمان ممالک ایک جیسے علمی، فکری اور تحقیقی جمود کا شکار ہیں۔میں نے مسلم امت کا لفظ استعمال نہیں کیا۔کیونکہ Nation State کے دور میں مسلم اُمہ کا کوئی عملی وجود نہیں ہے۔اگر آپ مجھ سے متفق نہیں تو ویزہ کے بغیر سعودی عرب، ترکی یا ایران جانے کی کوشش کریں۔آ پکو عملی جواب مل جائیگا۔یہ چند خواب ہیں جو ہمیں کھلی آنکھوں سے دیکھنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔عملی طور پر مسلمان ممالک فکری طور پر بانجھ ہو چکے ہیں۔میں اس بات کو اس طرح پیش کرتا ہوں کہ 2014 میں بہت سی نئی ایجادات ہوئیں۔ان میں سے ایک بھی کسی مسلمان سائنسدان، مفکر یا مسلمان ملک نے نہیں کیں۔

لوک ہیڈ کمپنی(Lock Head Company) نے ایٹمی ری ایکٹر کو مکمل تبدیل کر دیا ہے۔ کمپنی کے مطابق اب ممالک کو بہت بڑے اور مہیب ایٹمی تنصیبات کی ضرورت نہیں ہے۔ ہائی بیٹاری ایکٹر(High Beta Reactor) اب مقناطیسی شیشہ(Magnetic Mirror Confinement) کے انتہائی جدید استعمال سے اس قدر چھوٹا بنا دیا گیا ہے کہ وہ عام سے ٹرک کے پچھلے حصے میں نصب کیا جا سکتا ہے۔ ایٹمی فیوزین(Nuclear Fusion) کی دنیا میں یہ ایک ایسا انقلاب ہے کہ اس تغیر کیلیے مقام اور جگہ بے معنی ہو چکی ہے۔ ملک کی تمام ایٹمی قوت محض ایک ٹرک پر منتقل کیجا سکتی ہے۔ محض ایک ٹرک پر نصب ایٹمی ری ایکٹر کراچی اور لاہور جیسے بڑے بڑے شہروں کو کئی سال مسلسل بجلی پیدا کر کے منور کر سکتا ہے۔ اس ایجاد سے صنعتی دنیا میں کیا انقلاب آئیگا، اسکا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا!

ہم تمام لوگ موبائل فون اور کمپیوٹر پر Wi-Fi انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک عام سی چیز ہے۔ بلکہ اگر میں یہ عرض کروں کہ اب یہ ہماری زندگی کا حصہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ واٹر ٹاؤن(Water Town) میں ایک کمپنی Witricity کے نظریہ کو پیش کیا ہے۔ یہ ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جس سے Wi-Fi کی مانند بجلی کی فراہمی ممکن ہوگی۔ آپ اپنے گھر یا دفتر میں محض ایک چارجر لگا دیجئے۔ اسکے اردگرد بجلی سے چلنے والی تمام اشیاء تار اور کنکشن کے بغیر وائرلیس کے ذریعے بجلی حاصل کرینگی۔ کمپنی کے مالک الیکس گروزن (Alex Gruzen) نے اعلان کیا ہے کہ گھر یا دفتر کے ٹی وی، فریج، لیمپ، بلب اور بجلی سے چلنے والی تمام اشیاء محض وائرلیس بجلی سے کام کرنا شروع کر دینگی۔ آپ اندازہ فرمایئے کہ گھر میں برقی تاروں کا نظام مکمل طور پر ختم ہو جائیگا۔ Witricity کی ایجاد اس قدر محیر العقول ہے کہ اس سے بجلی کی ترسیل کا تمام موجودہ نظام بوسیدہ ہو جائیگا۔ برقی رو کیلیے دھاتی تار کی ضرورت ہی ختم ہو جائیگا۔ اس ایجاد سے انسانی زندگی پر کیا مثبت اثرات پڑینگے، ابھی اسکا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا!

تھری ڈی پرنٹنگ ایک ایسا انقلاب ہے جس سے تمام انسان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایوی رشنٹل(Avi Reichental) تھری ڈی سسٹم کا C.e.o ہے۔ اس کمپنی نے تین اطراف سے دیکھے جانے والی کاغذ کی اس جدید پرنٹنگ کا آغاز کیا ہے جس سے ہر چیز تبدیل ہو چکی ہے۔ اب اساتذہ طالبعلموں کو فزکس کے لیکچر میں تھری ڈی ماڈل دکھاتے ہیں۔ طالبعلموں کو انتہائی مشکل معاملات کو آسانی سے سمجھنے میں سہولت ملتی ہے۔ اس ایجاد سے سائنسدان انسانی اعضاء کی تین اطراف سے مزین جزئیات دیکھتے ہوئے بیماری کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ ہوائی جہاز بنانے کی کمپنی جی۔ای(G.E) نے اس ایجاد کو اس نئے طریقے سے استعمال کرنا شروع کیا ہے کہ جیٹ انجن کی صلاحیت بہت بڑھ چکی ہے۔ تھری ڈی پرنٹنگ سے تعلیم، سائنس اور طب کی دنیا بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ یہ سلسلہ کہاں تک انسانی زندگی پر اثر انداز ہوگا، اس پر ابھی کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی۔

Apple کمپنی نے ایک نئی طرز کی گھڑی ایجاد کی ہے۔ اس تحقیق پر اس کمپنی نے اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔ یہ سمارٹ گھڑی بالکل نئے طرز کی ہے۔ ایپل نے دنیا کے بہترین گھڑی ساز کمپنیوں سے ملکر اس گھڑی کا ڈیزائن اتنا خوبصورت بنایا ہے کہ اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ ایک کمپیوٹر ہے جو کسی بھی شخص نے کلائی پر آویزہ کر رکھا ہے۔ اس گھڑی میں تمام نظام وہی ہے جو کہ سمارٹ فون میں

موجود ہے۔اس گھڑی نما کمپیوٹر سے آپ اوقات کا اندازہ تو لگا ہی سکتے ہیں، اسکے علاوہ یہ آپکو پورے علاقہ کا مکمل جغرافیہ بتائیگی۔اس سے آپکو بخوبی پتہ چل جائیگا کہ آپکی منزل کتنی مسافت پر ہے۔گھڑی آپکے تمام پیغامات پوری دنیا میں پہنچائے گی۔اگر آپ گاڑی چلا رہے ہیں اور آپ غلط سمت کی طرف چلے گئے ہیں تو یہ گھڑی آپکو فوراً مطلع کرے گی کہ آپکی سمت درست نہیں ہے۔یہ آپکے تمام بلز اور بینک کے ساتھ مکمل رابطہ میں معاون ہوگی۔آپ اپنے گھر کے تمام بلز اس گھڑی کے توسط سے ادا کرسکیں گے۔اسکے علاوہ یہ گھڑی آپکو آپکی صحت کے متعلق ہروقت بتاتی رہے گی۔آپکا بلڈ پریشر (Blood Preasure)،خون میں ٹیکنیکل جزئیات یعنی آپکی صحت کی تمام معلومات فراہم کرتی رہے گی۔اسکے استعمال سے آپ ہروقت ہرایک سے رابطہ میں رہینگے۔خواتین کیلیے اس گھڑی کو اتنا دیدہ زیب بنادیا گیا ہے کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک قیمتی گہنا پہنا ہوا ہے۔رابرٹ برونر (Robert Brunner)۔Apple کمپنی میں اس گھڑی کے ڈیزائن بنانے میں معاونت کرتا رہا ہے۔اسکے مطابق یہ ایجاد انسانی زندگی میں مزید کتنی سہولت اور خوبصورتی لائیگی، اسکا ادراک تک نہیں کیا جاسکتا!

دفتروں میں کام کرنے والے افراد گھنٹوں کرسیوں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ان میں سے اکثریت کچھ عرصے کے بعد کمر اور گردن کے درد میں مبتلا ہوجاتی ہے۔درد کی بنیادی وجہ ہے کہ یہ تمام افراد کرسی پر اس زاویہ سے بیٹھتے ہیں کہ کمر اور گردن کے مہروں پر غیرضروری بوجھ پڑتا ہے۔ریڑھ کی ہڈی ایک بوجھل زاویہ سے اس طرح متاثر ہوتی ہے کہ دس بارہ سال کے عرصے میں انسان ایک طرح کی معذوری کا شکار ہوجاتا ہے۔اکثریت کو پوری عمر یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ تکلیف کی اصل وجہ کیا ہے۔وہ درد کی دوائیاں کھا کھا مزید بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔باڈی ٹیک (Body Tech) کمپنی نے ایک چھوٹی سی چِپ (Chip) ایجاد کی ہے۔یہ اتنی چھوٹی ہے کہ کسی بھی انسان کی قمیض یا پینٹ میں بٹن کے طور پر استعمال کیجاسکتی ہے۔چِپ کی خاص بات یہ ہے کہ جیسے ہی کرسی پر براجمان شخص غلط زاویہ سے بیٹھتا ہے تو یہ چِپ ایک خاص طریقے سے Vibrate کرتی ہے۔یہ اس وقت تک معمولی سی حرکت کرتی رہتی ہے جب تک وہ شخص صحیح زاویہ سے بیٹھ نہیں جاتا۔یہ صحیح زاویہ اس شخص کو کبھی بھی کمر اور گردن کے درد کے قریب تک نہیں جانے دیتا۔

قوت سماعت سے محروم لوگوں کے کتنے سنگین مسائل ہیں۔اسکا اندازہ کرنا بہت تکلیف دہ عمل ہے۔اس محرومی کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے اور انکی زندگی کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔اسکی بہت زیادہ کوشش کی گئی ہے۔اسکے لیے باقاعدہ ایک زبان (Sign Language) ترتیب دی گئی ہے۔سان فرانسکو (San Franciso) کی ایک کمپنی Motion Savy نے اس میں حیرت انگیز کام کیا ہے۔اس نے ایک چھوٹی سی ٹیبلیٹ بنائی ہے جس میں ایسے کیمرے لگائے گئے ہیں جو اشاروں کی زبان کو صوتی الفاظ میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔یعنی اب قوت سماعت سے محروم ہر شخص کی آواز سنائے دی گی۔

افریقہ کے ایک خاص حصہ (Sub-Sahara) میں پانچ سال سے کم عمر کے بچوں اور بچیوں میں اکثریت نابینا ہوجاتی ہے۔بل گیٹس نے یہ نابینا پن دیکھا تو اسے پتہ نہ چلا کہ وہ ان معصوم بچوں کی کس طرح مدد کرسکتا ہے۔اس نے دنیا کے امیر ترین شخص کی حیثیت سے اعلان کیا جو جو کمپنی یا سائنسدان اس مسئلہ کا حل نکالے گا، وہ اس تحقیق کے تمام اخراجات برداشت کریگا۔بلکہ ایک انتہائی

معقول رقم انعام کے طور پر بھی دیگا۔کوئنز لینڈ یونیورسٹی(Queensland University) کے سائنسدانوں نے یہ چیلنج قبول کرلیا۔انہوں نے تحقیق کرنے سے یہ تو معلوم کرلیا کہ اندھے پن کی اصل وجہ غذا میں وٹامن A کا نہ ہونا ہے۔مگرانہیں یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس غذائی کمی کو مقامی حالات کے مطابق کیسے پورا کریں۔سب سہارن افریقہ میں لوگ کیلے کا استعمال بہت کرتے ہیں۔سائنسدانوں نے کیلے کا ایک ایسا بیج اور درخت بنالیا،جس میں وٹامن اے بھرپور طریقے سے موجود ہے۔اسکا نام (Super Banana) رکھ دیا گیا۔یہ تمام کام یونیورسٹی میں کام کرنے والے ایک آسٹریلین سائنسدان نے سرانجام دیا۔اسکا نام جیمز ڈیل(James Dale) ہے۔اس درخت کو اگانے کیلیے بل گیٹس نے ایک سکیم شروع کی۔اسکا نام Reverse Ponzi Scheme رکھا گیا۔اسکے مطابق گاؤں کے ہر سردار کو دس کیلے کے پودے مفت دیے گئے۔اس مفت سکیم کی صرف ایک شرط ہے۔جب یہ درخت بڑا ہو جائیگا تو وہ سردار اسکی بیس شاخیں مختلف آدمیوں کو مفت تقسیم کریگا۔مفت تقسیم سے بہت تھوڑے عرصے میں ایسے درخت عام ہو جائیگا جنکے پھل کے استعمال سے بچوں میں نابینا ہونے کی بیماری ختم ہو جائیگی۔افریقہ کے انتہائی غریب ممالک میں یہ سکیم شروع ہو چکی ہے۔اس سے انسانیت کی کتنی خدمت اور فلاح ہے،اسکا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں!

میں ان تمام محققین اور سائنسدانوں کے سامنے اپنے آپکو بے وقعت سا محسوس کر رہا ہوں۔ذہن میں ایک سوال مجھے مسلسل بے سکون کر رہا ہے۔ان تمام ایجادات میں کسی مسلمان ملک کا کوئی حصہ نہیں ہے!ملک تو رہنے دیجیئے،کسی مسلمان سائنسدان کا اس جدید تحقیق سے دور دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے!یہ تمام کام مغرب نے سرانجام دیے ہیں!ان مغربی سائنسدانوں نے بلاتفریق قوم،رنگ یا مذہب لوگوں میں لازوال آسانیاں پیدا کرنے کی حقیقی کوشش کی ہے!لیکن ہمیں سائنسی ترقی سے کیا لینا دینا؟ہمیں تو تاریخی لوریاں سنا سنا کر گہری نیند سلا دیا گیا ہے!ایسے لگتا ہے کہ ہماری سوچ اور فکر کو جہالت کی برف سے ہمیشہ کیلیے منجمد کر دیا گیا ہے!

راؤ منظر حیات

Dated:06-03-2015